انسانی ضرورت کے تمام روحانی علوم قرآن میں ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ /اپریل ۱۹۷۷ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

اس زمانہ میں دنیا علوم ظاہری میں بہت ترقی کر گئی ہے۔ پچھلی دو ایک صدیوں میں تو ہزاروں ہزار بلکہ چھوٹی بڑی ملا کر اس سے بھی زیادہ شاید لاکھوں نئی تحقیقات ہوئی ہیں سائنس کے میدان میں بھی اور جو غیر سائنسی علوم ہیں مثلاً سیاست ہے، معاشرہ ہے، تاریخ ہے ان میں بھی۔ جہاں تک دنیوی علوم کا اور ظاہری علوم کا تعلق ہے خواہ وہ سائنس کے میدان سے تعلق رکھتے ہوں یا غیر سائنسی میدان سے، خواہ ان کا تعلق تحقیق سے ہو یا پرانی باتوں کو ذہن میں رکھنے اور یاد کرنے سے ہو جیسا کہ سکول اور کالج وغیرہ میں زیادہ تر جو حاصل شدہ چیز ہے اسے سکھایا جاتا ہے اور اس سے واقفیت پیدا کی جاتی ہے، بہرحال ظاہری علوم خواہ تحقیق سے تعلق رکھنے والے ہیں خواہ تحقیق سے تعلق رکھنے والے نہیں، خواہ سائنس سے تعلق رکھنے والے ہیں خواہ سائنس سے تعلق رکھنے والے نہیں، ان تمام ظاہری علوم میں اور روحانی علوم اور قرآنی علوم میں بنیادی فرق ہے اور وہ فرق یہ ہے کہ قرآن کریم کے جو علوم ہیں ان کے حصول کے لئے ایک شرط ہے اور پھر خدا تعالیٰ نے ایسے علوم کے سیکھنے والوں کے لئے اسی شرط کے ساتھ اس کے استعمال کو بھی باندھ دیا ہے اور وہ شرط ہے تقویٰ کی شرط، تزکیۂ نفس یعنی نفس کی پاکیزگی اور طہارت کی شرط۔ ظاہری علوم میں تقویٰ کی شرط نہیں ہے چنانچہ بہت سے، ظاہری علوم میں بڑی

دسترس رکھنے والے لوگ بھی ہمیں فسق وفجور میں مبتلا نظر آتے ہیں اور وہ قومیں جنہوں نے دنیوی علوم میں بڑی ترقی کی ہے ان کا تو بہت بُرا حال ہے۔ جو دوست اخبار پڑھتے ہیں رسالے دیکھتے ہیں اور دنیا کا علم رکھتے ہیں ان سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ اتنا گند ہے اتنا فسق اور فجور ہے ان قوموں کی زندگی میں کہ اس سے ہمیں پتہ لگتا ہے کہ حصول علم ظاہری میں تقویٰ شرط نہیں۔ صرف یہ نہیں کہ گندگی سے اور نجاست سے اور فسق اور فجور سے اور درندگی سے انہوں نے خود کو نہیں بچایا بلکہ دُکھوں کے سامان پیدا کئے اور بھلائی کے سامانوں کو مٹانے کی کوشش کی اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر دُکھوں انسانوں کی جانیں تلف کر دی گئیں۔ اس صدی میں یہ جو لڑائیاں ہوئی ہیں یعنی دو عالمگیر جنگیں آدمی سوچتا ہے تو جنگ کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ کیوں انسان لڑے اور حیران ہوتا ہے کہ وہ انسان لڑ پڑے جو خود کو علوم ظاہری کا بادشاہ سمجھتے تھے اور خود کو ”روشن خیال“ قرار دیتے تھے اور بڑا سمجھدار گردانتے تھے۔ وہ اس طرح گتھم گتھا ہو گئے کہ جوان تو خیر جنگ میں مارا جاتا ہے، نہ انہوں نے بوڑھوں کے بڑھاپے کا خیال رکھا ان کو مار دیا، نہ انہوں نے ان کا خیال رکھا جو ظاہری طور پر دین سے تعلق رکھنے والے تھے یعنی پادری وغیرہ ان کو قتل کر دیا۔ نہ عورت سے شرم آئی بڑی کثرت سے عورتوں کو مارا گیا۔ ہتھیار ہی اس قسم کے استعمال کر رہے تھے۔ بچے قتل کئے گئے اور دنیوی علوم کے لحاظ سے وہ بڑے دانا تھے۔ پس جیسا کہ حصول علم ظاہری کے لئے تقویٰ شرط نہیں ہے اسی طرح ظاہری علوم کے استعمال کے لئے بھی تقویٰ شرط نہیں ہے یعنی جو لوگ تقویٰ سے بے نیاز ہیں وہ صرف یہ نہیں کہ علم کے حصول یا تحقیق میں تقویٰ سے کام نہیں لیتے بلکہ جو کچھ وہ علم کے میدان میں حاصل کرتے ہیں اس کا استعمال ایسے رنگ میں کرتے ہیں کہ وہ نوع انسانی کی بہبود کی بجائے ان کی ہلاکت کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔

قرآن کریم کے جو علوم ہیں جو روحانی علوم ہیں ان کے ساتھ تقویٰ کی شرط ہے۔ تقویٰ کے بغیر قرآنی علوم، قرآنی اسرار، روحانی اسرار انسان حاصل نہیں کرسکتا۔ تقویٰ کے معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ سے خوف کھاتے ہوئے اس کی پناہ میں آجانا اور خدا تعالیٰ کے احکام کا جؤا اپنی گردن پہ رکھ لینا۔ تمام اوامر الٰہی اور نواہی کی پابندی کرنا اور اپنے نفس کو خدا کے لئے مار کر اسی سے ایک

نئی زندگی کا پالینا یہ سب تقویٰ اور اس کے نتائج ہیں۔

قرآن کریم نے ہمیں بتایا ہے کہ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (الواقعة:۸۰) جب تک تزکیۂ نفس نہ ہو علوم قرآنی حاصل نہیں ہو سکتے۔ اگر تکبر ہے، اگر انانیت ہے، اگر فخر کی مرض ہے اسی طرح اور بہت سی بداخلاقیوں میں انسان ملوّث ہو جاتا ہے، اگر وہ ہیں تو اپنے ہزار وعدوں کے باوجود بھی کوئی شخص قرآن کریم کے اعلان کے مطابق قرآن کریم کے علوم کو حاصل نہیں کر سکتا۔ باقی مثلاً حدیث ہے میں نے آپ کو اکثر بتایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ارشاد قرآن کریم کی تفسیر ہے تو یہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تفسیر کی ہے اور کتابوں میں چھپ گئی ہے اس کے پڑھنے کے لئے تقویٰ کی شرط نہیں رکھی ہے۔ مار گولیتھ جو بڑا متعصب معاند اسلام تھا آکسفورڈ میں بھی پڑھاتا رہا ہے اس نے اسلام کے متعلق بڑی ظالمانہ اور مفسدانہ کتابیں لکھی ہیں۔ ایک دفعہ اس نے یہ دعویٰ کیا کہ مسند احمد بن حنبل (جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا ایک مجموعہ ہے اور حدیث کی ایک بہت بڑی کتاب ہے) اس کے خیال میں اس کے زمانہ میں سوائے اس کے کسی اور نے شروع سے آخر تک نہیں پڑھی اور وہ بڑا فخر کرتا تھا اس پر۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کی توفیق دی اور احمدیوں میں سے بھی بہت سے لوگ پیدا ہو گئے جنہوں نے شروع سے آخر تک اس کتاب کو پڑھا۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے قرآن کریم کی جو تفسیر کی گئی اور چھپ گئی جہاں تک اس کا تعلق ہے اس کے لئے تقویٰ کی شرط نہیں ہے البتہ اس کے اسرار کا علم حاصل کرنے اور اس کی روح پا لینے کے لئے تقویٰ کی شرط ہے۔

قرآن کریم کے روحانی علوم جو انسان کی زندگی میں ایک عظیم انقلابی تبدیلی پیدا کر دیتے ہیں۔ اپنے اپنے زمانہ میں خدا تعالیٰ کے محبوب بندوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے اور آپ کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں اور تزکیۂ نفس کے بعد جو خدا تعالیٰ کے فضل سے انہیں حاصل ہوا یہ علوم حاصل کئے۔ تقویٰ کی بنیادوں پر یہ علوم حاصل کئے گئے اور جہاں تک استعمال کا تعلق ہے تقویٰ کے بندھنوں میں ان کو باندھا گیا اور دنیا کی بھلائی اور خیر خواہی کے سامان پیدا کئے گئے۔

جہاں تک دنیوی علوم کا تعلق ہے وہ میری اس تمہید کے بعد دو حصوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک ایسے دنیوی علوم کا حصول اور ان کا استعمال جو تقویٰ کی بنیادوں پر نہیں اور ایک ایسے دنیوی علوم کا حصول اور ان کا استعمال جو تقویٰ کی بنیادوں کے اوپر قائم ہے۔ انسان کی حقیقی فلاح اور خیر کے لئے وہی علوم ہیں، وہی تحقیق ہے، وہی ڈس کوریز (Discoveries) ہیں۔ دست قدرت نے جو پیدا کیا اس کے نئے رموز کا حاصل کرنا ہے جو تقویٰ کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔ جس وقت انسان زیادہ بہک جائے تو کہتا ہے کہ ہمیں خدا تعالیٰ کی ہدایت کی ضرورت نہیں ہے ہم خود ہی اپنے کام سنبھال لیں گے۔ سب سے زیادہ علم تو میں نے بتایا ہے کہ اس دنیا کے انسان نے حاصل کیا اور سب سے زیادہ ہلاکت کے سامان اس دنیا کے انسان نے پیدا کئے، سب سے زیادہ تعداد میں انسانوں کو اس دنیا کے انسان نے ہلاک کیا۔ انہوں نے جاپان میں جو دو اٹامک بم گرائے تھے امریکہ کی بڑی مہذب دنیا نے جو اس وقت دنیوی علوم میں دنیا کی راہبر ہے اور قیادت ان کے ہاتھ میں ہے انہوں نے ایک بم سے سارا شہر تباہ کر دیا، بچے بوڑھے دودھ پیتے بچے بھی اور بوڑھی عورتیں بھی ان میں شامل تھیں، کئی لاکھ آدمی کو آن واحد میں تباہ کر دیا لیکن جب انسان خدا تعالیٰ کے احکام اور اس کے نواہی کے نیچے خود کو کر لیتا ہے تو ہر فعل سے پہلے اسے سوچنا پڑتا ہے کہ یہ کام میرے رب کو ناراض کرنے والا تو نہیں۔ پھر حقیقی تقویٰ اسے نور عطا کرتا ہے۔ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ (الحدید:۲۹) کہ تمہیں ایسا نور عطا کیا جائے گا جو تمہاری ساری راہوں پر حاوی ہوگا۔ تمہارے اقوال پر بھی حاوی ہوگا، تمہارے افعال پر بھی حاوی ہوگا، تمہارے حواس پر بھی حاوی ہوگا اور خدا تعالیٰ نے جو قوتیں اور استعدادیں تمہیں عطا کی ہیں ان پر بھی حاوی ہوگا۔ پس تقویٰ سے ایک تو علوم زیادہ ملتے ہیں، ظاہر ہے، کیونکہ ایک تو علوم کا وہ مجموعہ ہے جس میں روحانی علوم شامل نہیں اور ایک علوم کا وہ مجموعہ ہے جس میں ظاہری دنیوی علوم بھی شامل ہیں اور روحانی اور اخلاقی علوم بھی شامل ہیں یعنی قرآن کریم کے علوم جو تقویٰ کی بنیاد پر تزکیۂ نفس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے انسان حاصل کرتا ہے۔ پھر ان کا استعمال ہے۔ میں نے یورپ اور امریکہ کو بھی بتایا کہ تم اپنے حقوق کے لئے لڑتے ہو، سٹرائیکس کرتے ہو۔ میں انہیں سمجھا تا رہا ہوں کہ تمہارا مزدور اپنے حقوق کے لئے سٹرائیکس

کرتا ہے لیکن اس کو یہ پتہ نہیں کہ اس کے حقوق ہیں کیا؟ عجیب طرفہ تماشہ ہے کہ اپنے حقوق کو پہچانتا نہیں اور اپنے حقوق کے لئے کوشش اور جدوجہد کر رہا ہے۔ اسلام نے اس کے جو حقوق ہمیں قرآن کریم میں بتائے ہیں وہاں تک تو انسانی دماغ نہ پہنچ سکتا تھا نہ پہنچا۔ اب ہمارے بتانے کے بعد اسی کے مطابق کہیں کہیں سے کوئی ایسی آواز (اور وہ بھی جس طرح اندھیروں میں سے اٹھی ہوئی آواز ہوتی ہے) آنی شروع ہوئی ہے۔ قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی قوتیں اور استعدادیں عطا کی ہیں۔ ان استعدادوں کے چار گروہ ہیں۔ جسمانی طاقتیں اس کو دی گئی ہیں، ذہنی طاقتیں اسے عطا کی گئی ہیں، اخلاقی قوتوں سے اللہ تعالیٰ نے اسے نوازا ہے اور پھر روحانیت کے میدان میں آگے بڑھنے کی بڑی قابلیت اس کو عطا کی گئی ہے اور خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ ہر انسان کا یہ حق ہے کہ اس انسان کی جتنی قوتیں اور استعدادیں ہیں ان کی کامل نشوونما کے لئے جن مادی اور غیر مادی اشیاء کی ضرورت ہے وہ اسے ملیں اور جب وہ پوری طرح نشوونما حاصل کر لے ایک وقت بلوغت کا آجاتا ہے، اگرچہ ترقی تو پھر بھی ہوتی رہتی ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ اس کی کامل نشوونما ہوگئی ہے تو کامل نشوونما کے مقام پر کھڑے رہنے کے لئے اسے جس چیز کی ضرورت ہے وہ اسے ملنی چاہیئے۔ میں بتا یہ رہا ہوں کہ قرآنی علوم اور روحانی علوم کے لئے تقویٰ کی شرط ہے۔ ظاہری علوم خواہ تحقیق سے تعلق رکھتے ہوں یا نقلی علوم ہوں مثلاً یہ کہ بخاری شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی کس طرح تفسیر فرمائی ہے یا محی الدین ابن عربیؒ نے اسلامی موضوعات پر کیا لکھا ہے یہ نقلی علوم ہیں جو ان کو پڑھے گا خواہ وہ دہریہ ہو یا عیسائی ہو یا یہودی ہو یا بدھ مذہب سے تعلق رکھتا ہو یا سناتنی ہو، جو بھی ان کتابوں کو پڑھے گا اگر اس کو خدا نے حافظہ دیا ہے اور علوم کے سمجھنے کی طاقت دی ہے تو وہ سمجھ جائے گا کہ فلاں نے یہ کہا لیکن اسلام کی اصطلاح میں یہ علم ہے ہی نہیں۔ ہمارے بزرگوں نے علم کے معنی یہ کر دیئے ہیں کہ علم اس روشنی کو کہتے ہیں کہ (تقویٰ کے نتیجہ میں جو روشنی ملتی ہے وہ انسان کی ساری راہوں کو منور کر دیتی ہے) جب وہ انسان کو حاصل ہو جائے تو وہ اس روشنی کے نتیجہ میں اپنے مسائل حل کرتا ہے اور کہیں اس کے لئے اپنے نفس سے بھی اور دوسروں سے بھی خفت اٹھانے کا موقع پیدا نہیں ہوتا۔

جب تک علوم ظاہری علوم روحانی کے ساتھ باندھ نہ دیئے جائیں جیسا کہ خدا تعالیٰ کا منشاء ہے اس وقت تک نوع انسانی چین کی زندگی نہیں گزار سکتی۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا، وہ بھی نہیں کر سکتے جو اس وقت علوم ظاہری میں ظاہری مادی آسمانوں کی بلندیوں تک پہنچے ہوئے ہیں، جنہوں نے چاند پر کمند ڈال دی اور دوسرے ستاروں کے گرد جا کر چکر لگا لئے ان کو بھی قائل کیا جاسکتا ہے اور میں انہیں قائل کرتا رہا ہوں کہ تم نے باوجود اس کے کہ اتنا کچھ حاصل کرلیا اپنے مسائل حل کرنے میں تم ناکام رہے ہو۔ دنیا چین کا سانس اسی وقت لے گی جب دنیوی علوم قرآن کریم کے علوم کے ماتحت ہوکر اس کے ساتھ بندھ کر قرآنی اور روحانی علوم کی روشنی میں استعمال کئے جائیں گے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے جماعت احمدیہ کو بشارت دی گئی ہے اس بندھن کے بعد، دنیوی علوم جب روحانی علوم کی اطاعت کریں گے تو اس اطاعت کے بعد ایسا معاشرہ پیدا ہوجائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جماعت روحانیت کی وجہ سے اور تقویٰ کے نور کی وجہ سے دنیوی علوم میں بھی اس قدر ترقی کرے گی کہ دنیا کے بڑے بڑے عالموں کا منہ بند کردے گی اور ان علوم کے میدانوں میں احمدی دماغ اس قسم کی حقیقتیں دریافت کرے گا اور ڈِس کور (Discover) کرے گا کہ ان کے اپنے میدانوں کی جو غلطیاں ہیں وہ ان پر ظاہر کرے گا جیسا کہ ایک حد تک یہ کام شروع ہوگیا ہے لیکن یہ اپنے وقت پر ہوگا بہرحال اگر دنیا نے، اگر انسان نے سکھ اور چین کا سانس لینا ہے تو ظاہری علوم کو روحانی علوم کے ماتحت کرنا پڑے گا۔

سارے روحانی علوم جو انسان کو درکار ہیں وہ قرآن کریم کے اندر اللہ تعالیٰ نے رکھے ہوئے ہیں۔ قرآن کریم کی ہر آیت کے بے شمار بطون ہیں ان میں یہ علوم رکھے ہوئے ہیں۔ ان روحانی علوم کو اور قرآنی علوم کو حاصل کرنے کے لئے کتاب مکنون میں سے ان کو باہر نکالنے کے لئے لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ کی رُو سے تزکیہ نفس کی ضرورت ہے اس کے بغیر یہ کام نہیں ہوسکتا۔ پس جماعت کا یہ فرض ہے کہ وہ تزکیۂ نفس کی طرف توجہ کرے اور ہر آن خدا تعالیٰ سے لرزاں اور ترساں رہتے ہوئے اس بات کا خیال رکھے کہ اس کی زندگی کا کوئی لمحہ

قرآن کریم کی ہدایت اور قرآن کریم کے اوامر ونواہی کے خلاف نہ ہو بلکہ جس چیز سے روکا گیا ہے ہمارا ہر لمحہ اس سے رکنے والا ہو اور جس چیز کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے ہماری زندگی کا ہر لمحہ اس کے مطابق اعمال بجالانے والا ہو۔ اس کے نتیجہ میں وہ علوم عطا کئے جائیں گے جو علیٰ وجہ البصیرت ہوں گے اور ایک روشنی اپنے ساتھ رکھیں گے جو اعمال اور افعال کی راہوں کو واضح اور منور کرنے والے ہوں گے اور جو خرابیاں علوم ظاہری کی بداستعمالی کے نتیجہ میں پیدا ہوئی ہیں وہ خرابیاں دور ہوں گی اور انسان کو سکھ اور آرام اور چین ملے گا۔ انسان کی خیر خواہی آج ہم سے یہ تقاضا کرتی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے سمجھنے اور اس کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی توفیق دے اور اپنے فضل سے ہمیں وہ علوم عطا کرے جو تقویٰ کی شرط کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں یعنی قرآنی علوم اور روحانی اسرار اور ہمیں یہ توفیق دے کہ دنیوی علوم کو بھی ان کے تابع اور ماتحت کر کے ہم انسان کی بھلائی کے سامان پیدا کرنے والے ہوں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲؍جون ۱۹۷۷ء صفحہ ۲ تا ۴)

۞۞۞